کتاب کا نام ۔ **بنیادی حقوق**

مصنف ۔ محمد صلاح الدین

ضخامت ۔ ٣٣٦ صفحات

ناشر ۔ ادارۂ ترجمان القرآن، لاہور

اس کتاب میں بڑی تفصیل کے ساتھ بنیادی حقوق کے مختلف پہلوؤں سے بحث کی گئی ہے۔ سب سے پہلے بنیادی حقوق کے مفہوم کی وضاحت کی گئی ہے پھر بنیادی حقوق کی تاریخ اور ان کے حقوق کے بارے میں اشتراکی اور مغربی تصورات کو بیان کیا ہے پھر یہ جائزہ لیا گیا ہے کہ ان تصورات کے عملی نفاذ کے لئے اشتراکی اور مغربی ممالک نے جو تحفظات فراہم کئے ہیں وہ فرد کو ریاست کے جبر وستم سے محفوظ رکھنے میں کس حد تک مؤثر اور کامیاب ثابت ہوئے ہیں۔ آگے چل کر مصنف نے انسانی حقوق کے اس منشور کا ذکر کیا ہے جس کا اعلان اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے ١٠ دسمبر ١٩٤٨ء کو کیا تھا۔ پھر اس منشور کی ناکامی کے اسباب کا تجزیہ کیا گیا ہے۔

اس کے بعد حقوق انسانی کے اسلامی تصور کو واضح کرتے ہوئے اس کے تاریخی اخلاقی اور قانونی پہلوؤں کو زیر بحث لایا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ انسانی حقوق چونکہ اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ ہیں اس لئے وہ دراصل اللہ تعالیٰ کے حقوق ہیں جو بطور فرض ادا کئے جانے چاہئیں۔ اس کے بعد ان تحفظات کی نشاندہی کی گئی ہے جو اسلام نے بنیادی حقوق کے عملی نفاذ اور ان کے حصول کی یقینی ضمانت کے لئے فراہم کئے ہیں۔

ہر عمل میں نظریے کی درستی کو اولیت و اہمیت حاصل ہوتی ہے اس لئے اس کتاب میں ان نظریات کو بھی بیان کیا گیا ہے جو ان تحفظات میں مدد دیتے ہیں مثلاً یہ کہ حاکمیت اللہ تعالیٰ کی ہے اور انسان کو اقتدار و اختیار، قوتیں، صلاحیتیں اور نعمتیں بطور امانت تفویض ہوئی ہیں۔

تحفظات کے معاملے میں تطہیر قیادت کو بھی اہمیت حاصل ہے۔ چنانچہ تقویٰ، اہلیت اور عدل وغیرہ کے ذریعہ اسلام قیادت کی جو تطہیر کرتا ہے اس کی بھی تشریح کی گئی ہے۔

انسانی حقوق کے تحفظات کے سلسلے میں تحدید اختیارات کو بھی بنیادی حیثیت حاصل ہے کیونکہ اگر امیر یا

اس کے معاونین کے اختیارات غیر محدود ہوں تو عام انسانوں کے حقوق کی پامالی کا خطرہ موجود رہتا ہے۔ مصنف نے تحدید اختیارات کے ضمن میں ان امور کا تذکرہ بھی کیا ہے جو اختیارات کو محدود کرنے میں مدد دیتے ہیں مثلاً یہ بتایا ہے کہ امیر اللہ تعالیٰ کے احکام وقوانین کا پابند ہے، اسلامی مملکت میں عدلیہ کو بالادستی حاصل ہے۔ امیر کی اطاعت ان امور میں کی جا سکتی ہے جو اللہ تعالیٰ کے احکام کے مطابق انجام دیئے جا رہے ہوں اور امیر مشورے سے کام کرنے کا پابند ہے وغیرہ۔

تحفظات کے ضمن میں احتساب کو بھی زبردست اہمیت حاصل ہے۔ اگر محاسبے کا ڈر نہ ہو تو امیر اور اس کے معاونین اپنے اختیارات کا غلط استعمال بھی کر سکتے ہیں پھر احتساب دو طرح کا ہوتا ہے، ایک وہ جو آخرت میں ہوگا اور دوسرا وہ جو دنیا میں ہو سکتا ہے۔ چنانچہ مصنف نے آخرت کے احتساب کا ذکر کرنے کے بعد جس کی اہمیت دنیا کے احتساب سے زیادہ ہے دنیاوی احتساب کے ذرائع پر روشنی ڈالی ہے مثلاً احتساب بذریعۂ عدالت احتساب بذریعۂ شوریٰ، احتساب بذریعہ عوام۔

ان مباحث کے بعد مصنف نے اس شبہ کا ازالہ کیا ہے کہ اسلامی نظام صرف تیس سال تک قائم رہا ہے۔ یہ بحث بلاشبہ انتہائی اہم ہے کیونکہ بعض لوگ اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ اسلامی نظام جب تیس سال کے بعد دنیا میں جاری ہی نہیں رہا تو آج کیسے نافذ ہو سکتا ہے۔ مندرجہ بالا امور سے تفصیل کے ساتھ بحث کرنے کے بعد مصنف نے اسلام کے عطا کردہ بنیادی حقوق کی فہرست دی ہے۔ ان حقوق میں جان، مال عزت، شخصی آزادی اور نجی زندگی کے تحفظ کا حق آزادی اظہار رائے، آزادی ضمیر عقیدہ وغیرہ شامل ہیں۔

انہیں حقوق کے ذیل میں مسلمانوں اور ذمیوں کے حقوق کی علیحدہ علیحدہ تشریح بھی کی گئی ہے۔ آخر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبۂ حجۃ الوداع درج کیا ہے۔ یہ خطبہ حقوق انسانی کا منشور ہے دنیا کی غیر مسلم اقوام نے بھی اس کی روشنی میں اپنے آئین مرتب کئے ہیں اور انسانی حقوق کے سلسلے میں جتنے اخلاقی ضابطے مرتب کئے گئے ہیں ان کی بنیاد بھی بلاشبہ یہی منشور ہے دنیا کی تمام تر آئینی اور اخلاقی ترقیات کے باوجود یہ کہنا ناممکن ہے کہ کسی قوم نے بلکہ خود اقوام عالم کی انجمن نے اس پر کوئی اضافہ کیا ہے۔

بہر حال زیر تبصرہ کتاب میں بنیادی انسانی حقوق سے متعلق تمام موضوعات کا تفصیل کے ساتھ جائزہ

لیا گیا ہے۔ اور قاری بجا طور پر اس نتیجہ پر پہنچے گا کہ یہ بنیادی انسانی حقوق پر ایک جامع اور مستند کتاب ہے۔ اگر دنیا کی بڑی بڑی زبانوں میں اس کا ترجمہ کر دیا جائے تو امید ہے کہ اس سے حقوقِ انسانی سے متعلق دنیا کے تصورات پر خوشگوار اثرات مرتب ہوں گے۔